السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی حافظ قرآن اہل حدیث بیس رکعات تراویح پڑھاوے اور بیس رکعات کو سنت نبوی سمجھے اور بقیہ رکعات کو نوافل خیال کرے تو یہ درست ہے یا نہیں؟ کیا بیس رکعات تراویح پڑھنا یا پڑھانا بدعت عمری ہے؟ حالاں کہ ایک بیہقی وطبرانی وابن ابی شیبہ بایں الفاظ ائی ہے : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر (نصب الرایہ 2/153) ونیز بیس رکعات تراویح پر تعامل روایت مرفوع ضعیف بروایت ابن عباس (صحابہ وتابعین بھی ہے : عن السائب بن یزید قال : کنا نقوم فی زمن عمر بن الخاب بعشرین رکعۃ والوتر رواہ البیہقی فی المعرفۃ قال النووی فی الخلاصۃ : اسناد صحیح (نصب الرایہ 2/154

اور مولوی عبدالحق لکھنوی حنفی عمدة الرعایہ 1/233 میں لکھتے ہیں:

نعم ثبت اہتمام الصحابۃ علی عشرین فی عہد عمر وعثمان وعلی فمن بعدہم اَخرجہ مالک وابن سعد والبیہقی وغیرہم وما واظبت علیہ الخلفاء فعلا وتشریعا ایضا سنۃ بحدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدیہ اَخرجہ اَبوداود

اور مقلدین اربعہ حرمین شریفین کا بھی اس پر عمل ہے۔ پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ بیس رکعات تراویح پڑھنا یا پڑھانا آٹھ رکعات کو مسنون سمجھتے ہوئے درست ہے یا نہیں؟ اور اس کو بدعت عمری کہنا کیسا ہے؟ اور یہ اثر عمری سندا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آٹھ رکعت تراویح کو سنت نبوی سمجھ کر پڑھ لینے کے بعد رات کے حصہ میں بطور نفل کے مزید اجر وثواب کے لیے کچھ اور رکعتیں ادا کرنا منع نہیں ہے۔ چنانچہ بعض سلف سے 40 اور بعض سے 38 اور بعض سے 34 اور بعض سے 28 اور بعض سے 24 اور بعض سے 20 تک پڑھنا منقول ہے۔ لیکن سنت نبوی صرف آٹھ رکعت ہے۔ اس سے زیادہ اباحت اور جواز محض کے درجہ میں ہے۔ کسی اہل حدیث حنفیوں کی طرح مسلسل 20 رکعت تراویح پڑھنا اور یہ خیال کرلینا کہ 8 رکعت تراویح مسنونہ ہوئیں اور بقیہ نفل میرے نزدیک ٹھیک نیں ہے۔ مقلدین 20 رکعت کو جو نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عمری سنت سمجھتے ہیں اور اس کا التزام کرتے ہیں اور 8 رکعت پر اکتفا کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔ اس طرح 20 رکعت تراویح مقلدین کا شعار ہوگئی ہے پس مقلدین کی طرح مسلسل 20 رکعت پڑھنے سے ان کے شعار کو جو ایک غیر مسنون چیز ہے تقویت ہوگی اور سنت نبوی سے اعراض اور اس کے ترک کی موہم ہوگی۔ ونیز یہ طریق کا مداہنت سے خالی نہیں۔ ایسی صورت اغلبا وہیں پش آتی ہے جہاں مقتدی عام طور پر حنفی ہوں اور دو ایک اہل حدیث یا تراویح پڑھانے والا حافظ اہل حدیث ہوتا ہے اور مصلیان مسجد حنفی۔ پہلی صورت میں ظاہر یہ ہے کہ اہل حدیث 20 رکعت اس لئے پڑھتا ہے کہ حنفیوں کی مخالفت کے طعن وتشنیع سے محفوظ رہے۔ اور دوسری صورت میں اہل حدیث حافظ 20 رکعت اس لئے پڑھاتا ہے کہ حنفی ہوش رہیں اور اس کو تراویح پڑھانے کی مشروط غیر مشروط اجر مل جائے۔ کلتا الصورتین قبیحۃ عندنا بل لایجوز عندنا بل لایجوز عندنا اَخذا الاجرة علی التراویح

آپ کی پش کردہ مرفوع روایت باتفاق امت سخت ضعیف بالکل ناقابل اعتماد ہے ملاحظہ ہو نصب الرایۃ للزیلعی الحنفی وفتح القدیر لابن الہمام الحنفی وعمدة القاري للعینی الحنفی والعرف الشذی للشیخ محمد انور الکشمیری الحنفی وغیرہما من تصانیف الحنفیہ پس آں حضرت ﷺ کی طرف سے 20 رکعت تراویح پڑھنے کی نسبت غلط اور باطل ہے۔ اسی لئے مولوی انورشاہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں : ولامناص من تسلیم اَن تراویحہ علیہ السلام کانت ثمان رکعات 2/234 (العرف الشذی))

دوسرے صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے اور چوں کہ آپ ﷺ نے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین فرمایا ہے اس مولوی عبدالحئی صاحب کی طرح دوسرے حنفی علمانے بھی اس بات کا دعوی کیا ہے کہ 20 رکعت پر حضرت عمر لیے 20 رکعت پڑھنے کا گویا آپ ﷺ نے حکم دیدیا۔ ملاحظہ ہو : ط حطاوی علی المراقی ماثبت بالسنۃ کشف الغمۃ عمدة القاري وغیرہ اور اسی ادعاء اجماع وتعامل صحابہ کی آڑ سے لے کر بعض مقلدین نہ یہ کہدیا ہے کہ حدیث مرفوع مذکور فی السوال اگرچہ ضعیف ہے لیکن عمل صحابہ کی وجہ سے قوی ہوگئی۔ ملاحظہ ہو : اوجزالمسالک والکوکب الدری وغیرہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ (سنت نبوی 8 رکعت کے مقابلہ میں) حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی وغیرہ سے بیس رکعت کے متعلق جتنی روایتیں مقلدین نے اب تک ڈھونڈھ کر پش کی ہیں ان میں سے کوئی سند صحیح نہیں۔ سب کی سب مجروع ہیں (ہر ایک اثر اور روایت پر مفصل کلام وجرح تحفۃ الاحوذی (2/74/75/76) میں ملاحظہ کیجئے) چنانچہ آپ کا پش کردہ اثر اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ بیہقی نے اس کو دو سند سے روایت کیا ہے۔ ایک سند میں دو (ابو عثمان عمرو بن عبداللہ البصری وابوطاہر الفقیہ) ایسے روای ہیں جن کے متعلق کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون ہیں؟ اور کیسے ہیں؟۔ اور دوسری سند میں امام بیہقی کے شیخ ابوعبداللہ حسین بن محمد بن فنجویہ دینوری ہیں اور ان کا حال بھی معلوم نہیں۔ اور یہ اثر اس لئے بھی غیر محفوظ ہے کہ یہ مؤطا مالک (247 ص :85) سنن سعید بن منصور قیام الیل لابی نصر (ص : 157) کا اوس صحیح محفوظ روایت کے معارض ہے جس میں سائب بن یزید صحابی کہتے ہیں کہ : حضرت عمر کے زمانہ میں ہم لوگ گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھتے تھے اور یہ کہ حضرت عمر نے ابی بن کعب اور تمیم دارمی کو مع وتر گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

اور جب 20 رکعت والے تمام آثار مجروع وضعیف ہیں اور حضرت عمر کے زمانہ میں ان کے حکم سے بجائے 20 رکعت کے صحابہ کا صرف آٹھ رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے ونیز تراویح کی رکعتوں کے بارے میں سلف کا مختلف عمل تھا (کما تقدم) یہاں تک کہ جنگ حرہ سے پہلے ایک سو سے زائد برسوں تک مدینہ والوں کا عمل 37 پر رہا۔ تو 20 صحابہ پر وتابعین کا اجماع اور عمل ومواظبت کا دعوی غلط اور باطن نہیں تو اور کیا ہے۔ اور جب خلفاء راشدین وصحابہ کا 20 پر تعامل ثابت نہیں تو مزعومہ تعامل واجماع ومواظبت کے ذریعہ حدیث ضعیف کی تقویت وتائید کا ظن فاسد بھی ختم ہوگیا۔ اور اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے مان لیں کہ 20 رکعت تراویح حضرت عمر کی سنت

ہے اور یہ کہ اس پر ان کے زمانہ میں لوگوں کا عمل تھا تو سنت تھا تو سنت نبوی عمری کو ترجیح دینا یعنی : نبی معصوم ﷺ کے عمل کو چھوڑ کر عمل صحابہ لے لینا کونسی فقاہت ہے ؟ ۔

ہمارے لیے شریعت وقانون صرف وحی جلی (قرآن) وحی خفی (حدیث) ہے جس کا مرجع الہی ہے ۔ صحابہ کو تشریع کا منصب حاصل نہیں اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین میں سنت الخلفاء سے مراد خلفاء کی وہ سنت ہے جس کا منشاء واصل سنت نبوی میں موجود ہو۔

اور جب 20 رکعت تراویح نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عمری نہ معمول صحابہ وتابعین حرمین شریفین بلکہ دنیا بھر کے مقلدین کا 20 پر عمل ہماری نظر میں کیا وقعت رکھے گا

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الصیام

صفحہ نمبر 154

محدث فتویٰ